①

ایک سنگین غلطی

محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ الحائری ۲۳ شعبان ۴۶۸ھ میں موجودہ اسپین(SPAIN) کے شہر اشبیلیہ(SEVILLE) میں پیدا ہوئے، اہل علم کے ہاں ان کی شہرت قاضی ابوبکر ابن العربی یا ''ابن العربی'' کے نام سے ہے۔ دستور زمانہ کے مطابق انہوں نے تعلیم حاصل کی اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہوگئے ''احکام القرآن'' کے نام سے چار جلدوں میں قرآن کریم کی ان آیات کی تفسیر لکھی جن آیات سے شرعی احکامات ثابت ہوتے ہیں۔ صحیح ترمذی کی شرح ''عارضة الاحوذی'' کے نام سے تیرہ جلدوں میں تحریر فرمائی۔ متعدد موضوعات پر متعدد کتابیں ان کے قلم سے نکلیں لیکن وہ کتابیں یا تو وقت کے ساتھ ساتھ ناپید ہوگئیں اور یا پھر ابھی تک کتب خانوں میں تحریری شکل میں موجود ہیں اور موجود امتِ مسلمہ میں ایسے جویائے علم نہیں ہیں، جو ان خزانوں کو منظر عام پر لاسکیں۔

مسلکاً مالکی تھے اور اپنے دور کے ممتاز علماء میں ان کا شمار ہوا۔ ''مغیلہ'' میں ربیع الاول ۵۴۳ھ میں انتقال ہوا۔

تاریخ کے موضوع پر انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے؛

''العواصم من القواصم فی تحقیق مواقف الصحابة بعد وفاة النبی صلی الله علیه وسلم''

اس کتاب میں ''سقیفہ بنوساعدہ'' میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے لیکر واقعہ کربلا تک کی تاریخ کے کچھ پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔

خلیفۂ عادل حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے بیٹے یزید بن معاویہ کی انہوں نے خوب خوب تعریف کی ہے اور لکھتے ہیں[1]:

''اور دیکھو یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کی دنیا سے بے رغبتی اور تقویٰ کی وجہ سے دین میں، ان کا بلند مقام ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''الزہد'' میں ''یزید بن معاویہ'' کی روایت کا ذکر کیا ہے اور وہ (یزید) اپنے خطبے میں یہ فرماتے تھے:

''لوگو! تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے اور اس کی بیماری آخری درجے تک پہنچ جائے، اس پر رعشہ طاری ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنے اعمال پر غور کرے۔ جو عمل سب سے بڑی نیکی ہو بس اسے جاری رکھے اور جو کام گناہ کا سب سے بڑا ہو، اسے چھوڑ دے''۔ اُن (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ خطبہ اپنی کتاب ''کتاب الزھد'' میں نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک ان (یزید) کا بڑا مقام تھا، یہاں تک کہ امام نے اسے (یزید کو) ایسے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی صف میں لا کھڑا کیا ہے، جو دنیا کی محبت سے پاک تھے اور جن حضرات کے اقوال کی پیروی کی جاتی ہے اور جن کے وعظ سن کر لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کمال کیا ہے کہ ان (یزید) کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

---

[1] وهذا أحمد بن حنبل - على تقشفه و عظيم منزلته فى الدين وورعه - قد أدخل عن يزيد بن معاوية فى (كتاب الزهد) أنه كان يقول فى خطبته : ((إذا مرض أحدكم مرضاً فأشفى ثم تماثل ، فلينظر إلى أفضل عمل عنده فليلزمه، ولينظر إلى أسوأ عمل عنده فليدعه)) وهذا يدل على عظيم منزلته عنده حتى يدخله فى جملة الزهاد من الصحابة والتابعين الذين يقتدى بقولهم ويرعوى من وعظهم. ونعم، ما أدخله إلا فى -

فہرست میں داخل کر دیا ہے حالانکہ ہنوز وہ تابعین کے ذکر سے فارغ نہیں ہوئے تھے۔ کہاں یہ (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی) تعریف یزید کیلئے اور کہاں مورخین کی وہ روایات جن میں یزید کے شراب پینے اور مختلف گناہوں میں ملوث ہونے کا تذکرہ ہے۔ اِنہیں شرم نہیں آتی؟ اور جب اللہ تعالیٰ نے ہی ان مورخین کی مروت اور حیاء کو سلب کر لیا ہے تو پھر کیا کہا جائے؟ تاریخ لکھنے والو کیا (اللہ تعالیٰ کے خوف سے) تمہارے رونگٹے نہیں کھڑے ہو جاتے (جب تم امیر یزید کے متعلق جھوٹی روایات کی پیروی کرتے ہو) اور اس پر تہمتیں لگاتے ہو؟ صوفیوں کی روایات کی پیروی کرتے ہو اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء امت کی روایت کو چھوڑ دیتے ہو۔

قاضی ابوبکر ابن العربی کی کتاب سے مندرجہ بالا اقتباس پڑھ کر قاری کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ''یزید'' جیسے بدزمانہ شخص کے لیے ان کے قلم سے یہ ''منقبت نامہ'' کیسے لکھا گیا؟ کیا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے واقعی ''کتاب الزھد'' میں یزید بن معاویہ کی تعریف کی ہے؟ اور اگر واقعی تعریف کی ہے تو اُن کا مسلک یزید کے بارے میں کیا تھا؟

اصل حقیقت یہ ہے کہ قاضی ابوبکر ابن العربی کا تعلق ''نواصب'' سے تھا اور اس معاملے میں وہ حضرات اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک سے ہٹ گئے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ ''فتاویٰ عزیزی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

نواصب فرقہ جدااست در اے خوارج ور — نواصب، یہ خوارج سے ایک الگ فرقہ ہے۔

ـ جملة الصحابة ، قبل أن يخرج إلى ذكر التابيعن. فأين هذا من ذكر المؤرخين له فى الخمر وأنواع الفجور، ألا تستحيون؟ ! وإذا سلبهم الله المروء ة و الحياء، ألا ترعوون أنتم و تزدجرون، و تقتدون بالأ حبار والرهبان من فضلاء الأمة، وتر فضون الملحدة والمجان من المنتمين إلى الملة.

(العواصم من القواصم، ص: ۲۴۵).

مغرب و شام بسیار بودہ اند و متوکل عباسی ووزیر او علی ابن جہم نیز از جملہ نواصب ست خوارج جمعے مقاتلین را از صحابہ، ہمچو طلحہ و زبیر وامیر المومنین علی المرتضیٰ و معاویہ و عمرو بن العاصؓ را تکفیر میکنند و نواصب محض عداوت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و ذریت طاہرہ او شعار خود ارند واز متاخرین حافظ مغربی نیز ناصبی است۔

(کیفیت نواصب وخوارج، ج: ۱، ص: ۱۰۷)

مغرب اور شام میں بڑی تعداد میں تھے۔ خلیفہ المتوکل عباسی اور اس کا وزیر علی بن جہم بھی ناصبی تھا خوارج ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جن میں آپس کی جنگیں ہوئی تھیں، یعنی حضرت طلحہ ،زبیر، امیر المومنین علی المرتضیٰ، معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم، کو کافر کہتے ہیں اور ''نواصب'' نے صرف امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی ذریتِ طاہرہ سے دشمنی کو اپنا شعار بنالیا ہے۔ متاخرین میں یہ حافظ مغربی (ابو بکر ابن العربی) بھی ناصبی ہے۔

ان ''نواصب'' کی ایک تعریف شیخ الاسلام ابن تیمیہ نور اللہ مرقدہ نے بھی کی ہے۔

الذین یزعمون ان الحسین کان خارجیا وانه کان یجوز قتله.

(منهاج السنة النبویة(فصل: قال الرافضی) و توقف جماعة ،ج :۲، ص: ۲۵۶)

(نواصب وہ ہیں) جن کا گمان یہ ہے کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما باغی تھے، اور ان کا قتل جائز تھا۔

اِس لیے ناصبیوں کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ اُنہیں خلیفۂ راشد امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اُنکی اولاد سے بغض ہے، ان کی توہین کرتے ہیں اور ان حضرات کے دشمنوں کی ہمیشہ تعریف کرتے ہیں۔

تو چونکہ حافظ ابو بکر ابن العربی ناصبی تھے، اِس لیے اپنے اس عقیدہ کی رو سے ان کا فرض بنتا تھا کہ نہ صرف ''یزید'' کا منقبت نامہ لکھیں بلکہ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی تنقیص بھی کریں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب، ''کتاب الزھد'' (جس کا حوالہ حافظ ابوبکر ابن العربی ناصبی نے دیا ہے) تا حال، مکمل طور پر ایڈٹ (EDIT) ہو کر مارکیٹ میں نہیں آئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں[1]۔

فانه كتاب كبير يكون فى قدر ثلث المسند.	یہ ''کتاب الزھد'' بڑی کتاب ہے اور تقریباً مسندِ احمد کی ایک تہائی کے برابر ہے۔

البتہ اِس کی تلخیص چھپ گئی ہے جو کہ ''الندوہ'' کی لائبریری میں موجود ہے اور ''المکتبۃ الشاملہ'' میں انٹرنیٹ (INTER NET) پر آسانی سے دیکھی جاسکتی ہے، اس پوری کتاب الزھد میں سرے سے ''یزید بن معاویہ'' نام کے کسی شخص کا ذکر ہی نہیں ہے۔ اِس لیے فی الحال یہ کیسے باور کرلیا جائے کہ یزید اتنا پارسا تھا کہ وہ طبقہ زہاد اور تابعین کے تذکرے میں سرفہرست تھا۔

اس قضیے کی اصل حقیقت کچھ اور ہے اور وہ یہ کہ جناب حافظ ابوبکر ابن العربی کو اشتراکِ اسمیت کی وجہ سے دھوکہ ہوگیا ہے۔ ایک یزید بن معاویہ یہ بدنام زمانہ شخص ہے اور ایک اسی نام کے جلیل القدر تابعی حضرت یزید بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ اپنے زمانہ کے بڑے زاہد و مرتاض بزرگ تھے۔ اتنے عبادت گزار تھے کہ حضرت اویس قرنی، ربیع بن خیثم، کمیل بن زیاد اور یہ یزید بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین زھد و تقویٰ میں ہم پلہ، تابعین شمار کیے جاتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان ''یزید بن معاویہ'' سے اپنی ''صحیح'' میں روایت بھی نقل کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یزید بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب التہذیب میں اُن کی توثیق بھی کی ہے اور اُن کی شہادت کا بھی ذکر کیا ہے۔

دونوں شخصیات میں بُعد المشرقین ہے۔ کہاں وہ یزید بن معاویہ جس کے مومن یا کافر ہونے کی بحث آئمہ مجتہدین رحمھم اللہ کے درمیان رہی اور کہاں یہ یزید بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی اور

---

[1] تعجیل المنفعه. مقدمه المئولف. ج:۱، ص۲۴۳.

نہایت ثقہ، زاہد و عابد ہستی، اس یزید کا تعلق بنوامیہ سے تھا اور یہ نخعی تھے۔ وہ یزید شام میں حکمران تھا اور یہ کوفہ کے رہنے والے تھے اس لیے حافظ ابوبکر ابن العربی کو دونوں حضرات کے نام اور ولدیت ایک ہی ہونے کی وجہ سے شبہ پڑ گیا ہے اور انہوں نے یزید بن معاویہ شامی کو یزید بن معاویہ کوفی نخعی رحمتہ اللہ علیہ تصور کر لیا۔

یزید بن معاویہ نخعی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی پڑھ کر با آسانی اس نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے کہ اعمالِ صالحہ سے تمسک کا یہ وعظ، یزید بن معاویہ نخعی رحمتہ اللہ ہی کر سکتے تھے، یزید بن معاویہ شامی نہیں، اسے ذرا بھی فکر و آخرت ہوتی تو اہل مدینہ رحمھم اللہ کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگتا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک یزید شامی کے بارے میں نہایت واضح تھا کہ وہ اُسے مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے اور اس پر لعنت کو جائز قرار دیتے تھے۔ امام ابنِ جوزی رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ حنبلی مسلک کو کون جانتا تھا؟۔ ایک وقت ایسا آیا جب کچھ حنبلیوں نے یزید کی تعریف اور اس کی شان میں قلابے ملانے شروع کیے، جیسے کہ ہمارے دور میں کچھ حنفی علماء یزید کے لیے امیر المومنین اور رحمتہ اللہ علیہ جیسے معزز الفاظ استعمال کرنے لگ گئے ہیں (معاذ اللہ) تو امام ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ اُن پر برسے ہیں اور اس ضمن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک بھی ذکر کیا ہے۔

تحریر فرماتے ہیں:[1]

> ''آپ لوگوں نے حنبلی مسلک کو بہت بدزیب لباس اوڑھا دیا ہے اور اس کی وجہ سے یہ مسلک اتنا بدنام ہو گیا ہے کہ) کہ کسی شخص کے حنبلی ہونے کا ذکر ہوتا ہے تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص یقیناً اللہ تعالیٰ کی تجسیم کا قائل ہوگا، پھر رہی سہی کسر آپ حنبلیوں نے اس وقت پوری کر دی جب آپ نے یزید بن معاویہ کے معاملے میں تعصب (اس کی تعریف و توصیف) اختیار کر کے اس مسلک کو داغدار کر دیا۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ صاحب مذہب

---

[1] کسیتم ھذا المذھب شیئاً قبیحاً، حتی صارَ لا یقال عن حنبلي إلا مُجسِّمٌ، زینتم مذھبکم أیضاً بالعصبیة لیزیدِبنِ معاویةَ وقد علمتُم أن صاحبَ المذھبِ أجازَلعنته. وقد کان أبو محمد .....

(امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) نے اِس (یزید) پر لعنت کرنے کی اجازت دی ہے۔اور اسی وجہ سے ابو محمد التمیمی نے آپ کے مسلک کے بعض علماء کے متعلق یہ لکھا ہے کہ انہوں نے مسلک حنبلی (پر یہ دو داغ ایسے لگائے ہیں) کہ اس کو داغدار کر دیا ہے اور داغ بھی ایسے جو اب قیامت تک نہیں دھل سکتے۔

سو، سوچنے کی بات ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص (یزید) کو ملعون قرار دیں اور پھر اس کی ''کتاب الزھد'' میں تعریف بھی کریں یہ کیسے ممکن ہے؟

اس لیے حافظ ابوبکر ابن العربی ناصبی سے یقیناً تسامح ہوا ہے کہ انہوں نے نام اور ولدیت کے یکساں ہونے کی وجہ سے، دونوں میں فرق نہیں کیا۔

کیا یہ احتمال بھی ہے کہ حافظ ابوبکر ابن العربی ناصبی نے قصداً ایسے کیا ہو؟

اس بات کا فیصلہ کرنا کچھ آسان نہیں کیونکہ ایسے شواہد میسر نہیں کہ اس بات کو ثابت کیا جا سکے۔البتہ یہ بات ان کے بارے میں طے ہے کہ وہ مختلف روایات کو آپس میں ملا کر کچھ سے کچھ کر دیتے تھے۔

اشبیلیہ میں مختلف فقہاء کرام جمع تھے اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ''خود'' پہننے کا ذکر آیا تو ایک فقیہ نے ابوبکر ابن العربی سے کہا ''اس روایت کو سوائے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں، اور کوئی ذکر نہیں کرتا''۔

ابن العربی فرمانے لگے:

اس حدیث کی سند - امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے علاوہ - میرے پاس تیرہ مختلف طریقوں سے موجود ہے۔

فقہاءِ مجلس نے کہا ''وہ تیرہ سندیں بھی ارشاد ہوں'' لیکن جملہ جو زبان سے صادر ہو چکا تھا، اُسے سچا

..... التميمي يقول في بعض أئِمَتِكُم.لقد شَانَ المذهبَ شيناًقبيحاًلا يُغسَلُ إلىٰ يوم القيامة.

(العقيده و علم الكلام من أعمال الامام زاهد الكوثرى ، دفع شبهة التشبيه مقدمةالمؤلف، ص:د).

ثابت نہ کر سکے۔

اس واقعے کو ایک ادیب اور شاعر خلف بن حسر نے منظوم کیا ہے:[1]

یا اهل حمص و من بها او صیکم	بالبر و التقوی و صیة مشفق
فخذوا عن العربی اسمار الدجی	وخذوا الروایة عن امام متقی
ان الفتی حلو الکلام مهذب	إن لم یجد خبرا صحیحا یخلق

''اے حمص کے باشندو اور جو بھی وہاں ہو، اُسے میں ایک شفقت کرنے والے بزرگ کی طرح نیکی کرنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔

اس جوان ابوبکر ابن العربی سے رات کو کہنے والے قصے اور کہانیاں تو سن لیں لیکن اگر حدیث کی روایت کرنی ہو تو ہمیشہ کسی متقی امام ہی سے کیجئے۔

کیونکہ یہ لڑکا میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے اور بہت رکھ رکھاؤ والا ہے لیکن کسی بحث میں اِسے صحیح حدیث نہ مل رہی ہو تو پھر اپنے پاس سے جھوٹی روایت بھی گھڑ لیتا ہے۔

اِس پر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ بھی ملاحظہ ہو:[2]

''یہ ایک سادہ سی حکایت ہے جس سے حافظ ابوبکر ابن العربی پر جرح نہیں کی جا سکتی شاید انہیں وہم ہوا ہو اور ان کا دماغ کسی اور حدیث کی روایت کی طرف چل پڑا ہو، اور انہوں نے اپنے گمان کے مطابق اس حدیث کی (تیرہ سندوں) کا تذکرہ کر دیا ہو اور (یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ) شعراء جھوٹی روایات گھڑتے ہی رہتے ہیں''۔

قاضی ابوبکر ابن العربی ناصبی کو شاید یہاں بھی یہی وہم پیش آ گیا ہو اور وہ یزید بن معاویہ نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے یزید بن معاویہ اموی شامی کا ذکر کر بیٹھے ہوں۔

---

[1] تذکرة الحفاظ للذهبی، ج: ٤، ص،١٢٩٧.

[2] قلت: هذه حکایة ساذجة لا تدل علی جح صحیح، ولعل القاضی وهم و سری فکره الی حدیث فظنه هذا و الشعراء یخلقون الإفك. (تذکرة الحفاظ للذهبی، ج: ٤، ص،١٢٩٧).